بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ذَٰلِكُمْ قَوْلُكُم بِأَفْوَاهِكُمْ

اور نہ

اللہ نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو بیٹے ٹھہرایا ہے

(بیویوں کو مائیں کہنا بھی، اور متبنّے بنانا بھی) تمہارے منہ کی بات ہے

وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ ۝ پ ۲۱ ۳۳/۴

اور اللہ سچ کہتا ہے۔ اور وہی سیدھے راستے کی راہنمائی کرتا ہے (کہ نہ بیویوں سے ظہار کیا کرو اور نہ متبنّیٰ بنایا کرو)

قصۂ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کا

تجزیہ قرآن کریم کی روشنی میں

ادارہ طلوع القرآن ۱۱۰- این سمن آباد لاہور

قصہ زید کا تجزیہ قرآن کریم کی روشنی میں

مختصر تعارف: قصہ مشہور یہ ہے کہ رسول اکرم سلام علیہ نے زیدؓ صحابیؓ کو متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنایا ہوا تھا۔ اپنی پھوپھی زاد بہن کے ساتھ اس کی شادی فرمائی لیکن زید چونکہ آزاد کردہ غلام تھا اس لئے بیوی کی آنکھوں میں حقیر لگتا تھا۔ (''حقیر لگتا تھا'' ہمارے الفاظ نہیں بلکہ یہ موضح القرآن ایت مجیدہ 33/37 کے حاشیہ کے الفاظ ہیں۔آپ اپنا مترجم نسخہ نکال کر حاشیہ پر خود ملاحظہ کر کے تسلی فرمالیں۔ ہم یہ الفاظ بادل نخواستہ نقل کر رہے ہیں۔) مزاج میں موافقت نہ ہوئی۔ زیدؓ نبی اکرمؐ سے شکایت کرتے اور طلاق کا ارادہ ظاہر کرتے تو آپ فرماتے کہ اس نے تجھے میری خاطر قبول کیا ہے اس لئے طلاق نہ دینا۔ لیکن زید نے نبی اکرمؐ کے حکم کے خلاف طلاق دیدی۔

نبی اکرم سلام علیہ نے ارادہ کیا کہ مطلقہ سے خود نکاح کریں لیکن آپ کفار کی بدگوئی سے ڈرتے تھے کہ وہ کہیں گے کہ بہو سے شادی کرلی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کا نکاح مطلقہ سے خود باندھ دیا۔ ظاہر نکاح کی حاجت ہی نہ رہی اور یہ نکاح اسلئے باندھا کہ امت کیلئے منہ بولے بیٹوں کی مطلقہ بیویوں سے نکاح کرنے میں کوئی تنگی باقی نہ رہے۔

نوٹ : سطور بالا تفسیر موضح القرآن کا سو فیصدی صحیح ملخص ہیں جو سورہ احزاب کی آیت نمبر 37 کی تفسیر میں قرآن کریم کے حاشیوں پر درج ہے۔

گزارش: برادران عزیز گزارش ہے کہ قرآن کریم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم سلام علیہ نے کسی کو متبنیٰ بنایا ہی نہیں تھا کیونکہ متبنیٰ بنانا قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہے اور نبی اکرم سلام علیہ سے قرآن کریم کی مخالفت پر مبنی کسی فعل کا ارتکاب ممکن ہی نہیں۔ لہٰذا جب آپ کا کوئی متبنیٰ تھا ہی نہیں تو متبنیٰ کی مطلقہ کیساتھ شادی کر کے دکھانے اور امت کیلئے متبنوں کی مطلقہ بیویوں سے نکاح کرنے کی راہ کھولنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

کسی سے نکاح کے جواز اور عدم جواز کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے حرام عورتوں کی ایک مکمل فہرست اپنی کتاب میں نازل کردی ہے۔ اس فہرست کے مطابق صرف متبنیٰ کی بیوی سے نکاح حلال نہیں جو بظاہر بہو معلوم ہوتی ہے بلکہ اور بھی ایسی عورتوں سے نکاح کرنا حلال قرار دیا ہے جو معاشرہ کی نگاہوں میں اس سے بھی بڑھ کر معیوب دکھائی دیتا ہے مثلاً ایک عورت سے نکاح ہوا لیکن خلوت نہیں ہوئی اور طلاق ہوگئی قرآن کہتا ہے کہ اس کی بیٹی حلال ہے۔ دیکھئے! جس عورت سے سال دو سال تک نکاح قائم رہا کئی سال بعد طلاق ہوئی لیکن خلوت نہیں ہوئی تو اس کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے پر کیا مخالفین کو طعنہ زنی کا موقع نہیں ملتا کہ کل ماں سے نکاح کیا تھا آج بیٹی سے نکاح ہو رہا ہے۔

تو اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر متبنے کی مطلقہ بیوی سے جب تک رسول اکرم سلام علیہ خود نکاح کر کے نہ دکھائیں اس وقت تک امت کیلئے اس نکاح کی راہ نہیں کھلتی تو کیا اس اصول کے مطابق یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کسی ایسی عورت کیساتھ بھی خود نکاح کر کے دکھاتے جس کی ماں کے ساتھ نکاح تو ہوا مگر خلوت نہ ہوئی ہو تا کہ امت کیلئے اس قسم کے نکاحوں کی راہ بھی آسان ہو جاتی؟ لیکن نوٹ کر لیجئے گا کہ کتب روایات نے نبی اکرم سلام علیہ کے متعلق مذکورہ بالا قسم کی کسی عورت سے نکاح کرنا نہیں بتایا۔ حالانکہ ان کتابوں نے آپؐ پر ایک ایسی عورت کے نکاح کرنے کا بہتان بھی باندھا ہے جس سے نکاح تو ہوا لیکن خلوت نہیں ہوئی۔

برادران عزیز! حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ بالا قسم کے سب قصے خود تراشیدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں انسانی زندگی کے ہر گوشے کی وضاحت فرمادی ہے اور اس نے اس کتاب کے ایک ایک لفظ کی حفاظت، قیامت تک کیلئے خود اپنے ذمہ لے رکھی ہے 15/9

انسانی زندگی کا نہایت اہم گوشہ ہے "زوجیت"۔ یعنی جوڑا جوڑا ہو کر زندگی بسر کرنا۔ اس انداز زوجیت میں زندگی کے ہر مقام پر میاں بیوی ایک دوسرے کے دکھ سکھ کے شریک بھی بنتے ہیں اور اسی انداز میں جائز طریقے سے فریقین کی جنسی تسکین کا سامان بھی موجود ہے جس کی اصل غرض افزائش نسل ہے۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے جو سوال سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ معاشرہ کی کون کونسی عورت نکاح کیلئے حلال ہے اور کونسی حرام ہے؟ جبکہ دادی، ماں، خالہ، پھوپھی بہن، بھانجی، بھتیجی، بیٹی اور بہو بھی جزو معاشرہ ہیں اور ایسی عورتیں بھی معاشرہ ہی میں موجود ہیں جن کے ساتھ دودھ اور نطفے کے لحاظ سے ایسا قریبی تعلق نہیں پایا جاتا، جو مذکورہ عورتوں کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ اس سوال کے جواب میں قرآن کریم نے آیت ذیل میں ان عورتوں کی فہرست دیدی ہے جن سے نکاح کرنا حرام ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِىٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِىْ فِىْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِىْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَ حَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ 4/23,24

مفہوم (حرام کی گئی ہیں تم پر تمہاری:) (1) مائیں (بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن نے دادی کو حرام نہیں کیا۔ افسوس

ہے کہ ایسے لوگ دادی کو ماں نہیں مانتے)(2)بیٹیاں۔(بیٹیوں میں پوتیاں اور دوہتیاں بھی شامل ہیں کیونکہ وہ بھی بیٹیاں ہی ہوتی ہیں)(3) بہنیں(4)پھوپھیاں(5)خالائیں(6)بھتیجیاں (7)بھانجیاں (8)دودھ مائیں (9)دودھ بہنیں(10)ساسیں

(11)جن عورتوں سے نکاح کے بعد خلوت ہو گئی ان کی وہ بیٹیاں بھی حرام جو پہلے خاوند سے ہوں لیکن اگر صرف نکاح ہوا اور خلوت نہیں ہوئی تو ان کے سابقہ خاوندوں کی جو بیٹیاں ہوں ان کے ساتھ نکاح کرنا حرام نہیں

(12)صلبی بیٹوں کی بیویاں(سگی بہوئیں)

(13)زمانہ جاہلیت میں دو بہنوں سے بیک وقت کیا ہوا نکاح معاف،اب دو سگی بہنوں سے نکاح حرام ہے۔

(14)شادی شدہ عورت سے نکاح پر نکاح حرام لیکن ماملکت یعنی ان عورتوں سے نکاح پر نکاح حلال ہے جو کافر قوم سے مسلمان ہو کر آئی ہوں اور خود تو مسلمان ہو گئی ہوں مگر ان کے خاوند مسلمان نہیں ہوئے۔یہ اللہ کا قانون ہے جو تم پر فرض کیا گیا ہے۔مذکورہ عورتوں کے سوا تمہارے لئے باقی سب عورتیں حلال ہیں۔بشرطیکہ تم مہر کے بدلے بیویوں کی طلب کیا کرو اور نکاح کی غرض زندگی کے آخری دم تک قید نکاح میں رہنا ہو۔وقتی طور پر جنسی تسکین مطلوب نہ ہو"

(آیات مجیدہ کا مفہوم ختم ہوا)

تحفظ ناموس رسالت :دیکھئے گا کہ ان آیات مجیدہ میں باری تعالیٰ نے حرام عورتوں کی مکمل فہرست پیش کر کے ارشاد فرمایا ہے کہ و احل لکم ماوراء ذالکم۔ان کے سوا باقی سب عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔بالفاظ دیگر ماوراء ذالکم میں متبنے کی بیوی بھی شامل ہے اور ایسی عورت کی بیٹی بھی شامل ہے جس سے نکاح ہوا مگر خلوت نہیں ہوئی۔(دیکھئے شق نمبر 11) تو اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر نبی اکرم ﷺ سلام علیہ کے عمل کے بغیر مشکل مسائل میں امت کیلئے عمل کی راہ آسان نہیں ہوتی تو کیا آپ نے کسی ایسی عورت سے نکاح فرمایا تھا جس کی ماں کے ساتھ آپ کا نکاح تو ہوا خلوت نہیں ہوئی ؟ جبکہ کتب روایات نے رسول اکرم سلام علیہ پر یہ الزام بھی لگا رکھا ہے کہ آپ نے جونیہ نامی ایک عورت سے نکاح کیا مگر جب خلوت چاہی تو اس نے آپ سے ترشروئی اختیار کی اور انکار کر دیا۔(اس عنوان کی روایت بادل نخواستہ نقل کی جارہی ہے۔ بخاری شریف مطبوعہ قرآن محل کراچی جلد سوم کتاب الطلاق صفحہ 131 پر لکھا ہے۔ حدثنا ابو نعیم حدثنا عبدالرحمن ابن غسیل .... الخ طوالت کے خوف سے روایت کا عربی متن نقل نہیں کیا جارہا۔ذیل میں روایت کا وہ اردو ترجمہ نقل کیا جارہا ہے جو خود بخاری شریف میں لکھا ہوا ہے۔بغور ملاحظہ فرمائیں۔ابو نعیم ،عبدالرحمٰن بن غسیل، حمزہ بن ابی اسید، ابو اسید سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ نکل کر ایک باغ کے پاس پہنچے جس کو شوط کہا جاتا تھا۔جب ہم اس کی دو دیواروں کے درمیان پہنچے تو ہم وہاں بیٹھ گئے۔آپ نے فرمایا یہیں بیٹھے رہو۔آپ اندر تشریف لے گئے۔وہاں جونیہ لائی گئی اور امیمہ بنت نعمان بن شراحیل کے کھجور کے گھر میں اتاری گئی اور اس کے ساتھ ایک نگرانی کرنے والی دایہ تھی۔جب نبی ﷺ اس کے قریب پہنچے تو فرمایا تو اپنے آپ کو میرے حوالے کر دے۔اس نے کہا کیا کوئی شہزادی اپنے آپ کو کسی بازاری کے حوالے کر سکتی

ہے۔آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا تاکہ اس کے سر پر رکھ کر اسے تسکین دیں۔اس نے کہا میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔آپ نے فرمایا کہ تو نے ایسی ذات کی پناہ مانگی ہے جس کی پناہ مانگی جاتی ہے۔پھر آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے ابو اسید اس کو دو رازقی جوڑے پہنا کر اس کے گھر والوں کے پاس پہنچادے۔ حسین بن ولید نیشاپوری نے بواسطہ عبدالرحمٰن عباس بن سہل لکھا ہے کہ وہ اپنے والد اور ابو سید سے روایت کرتے ہیں کہ ان دونوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے امیمہ بنت شراحیل سے نکاح کیا۔جب وہ آپ کے پاس لائی گئی آپ نے اپنے ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔اس نے ناپسند کیا تو آپ نے ابو اسید کو حکم دیا کہ اسے سامان مہیا کردے اور دو رازقی جوڑے پہنادے۔(بخاری شریف جلد سوم صفحہ 131/132)

اس روایت پر قرآن کریم اور اخلاقیات کی رو سے تسیوں اعتراضات پڑتے ہیں لیکن چونکہ وہ ہمارے عنوان سے خارج ہیں اس لئے آپ ان پر خود غور فرماتے رہیں)

تو چاہئے تو یہ تھا کہ اس عورت کی دوسرے خاوند سے کوئی بیٹی ہوتی اور اس سے نبی اکرم سلام علیہ کا نکاح ہوتا تاکہ امت کیلئے یہ مشکل مسئلہ بھی آسان ہو جاتا اور وہ عوام کے اس طعن و تشنیع سے محفوظ ہو جاتی کہ دیکھئے صاحب! کل ماں کو طلاق دی تھی آج بیٹی سے نکاح کیا جارہا ہے۔

نبی اکرمؐ کو نکاح و طلاق کی اجازت ہی نہیں تھی۔عرض یہ کیا جارہا ہے کہ باری تعالیٰ نے حرام عورتوں کی مکمل فہرست پیش کرنے کے بعد اعلان عام کردیا ہے کہ و احل لکم ماورا ذالکم لیجئے بات ختم ہوئی اب یہ امر ضروری نہیں ہے کہ ہر اس قسم کی عورت کیساتھ نبی اکرم سلام علیہ نکاح کرکے ہی دکھائیں جو حلال بتائی گئی ہے حالانکہ نکاح و طلاق کے سلسلے میں قرآن کریم نے نبی اکرمؐ پر لگائی گئی اس پابندی کی خبر دی ہے کہ آپ زمانہ نبوت میں نہ اپنی کسی بیوی کو طلاق ہی دے سکتے تھے اور نہ کسی اور عورت سے نکاح ہی کرسکتے تھے

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَ لَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ [redacted] 33/52,

مفہوم: اے رسول! آپ کیلئے آپ کی موجودہ بیویوں کے سوا کوئی عورت حلال نہیں اور نہ ہی آپ کیلئے یہ چیز حلال ہے کہ آپ بیویوں میں سے کسی کو طلاق دے کر کسی اور عورت سے نکاح کر کے تبدیل کرلیں خواہ آپکو دوسری عورتوں کا سلیقہ کتنا ہی پسند آتا ہو۔(حاشیہ: اس عنوان کو مزید وضاحت کیلئے ادارہ بلاغ القرآن کی تصنیف ازواج مطہرات رسول کی تعداد ملاحظہ فرمائیں جس میں سورہ احزاب کی آیات مجیدہ 50 تا 52 کی وضاحت درج ہے۔یہ وہ آیتیں ہیں جن سے رسول اکرم سلام علیہ کیلئے دھڑا دھڑ شادیاں کرتے چلے جانے کی اجازت کا تصور پیش کیا جاتا ہے۔العیاذباللہ! یہاں تک کہ انہی آیات مجیدہ سے یہ تصور اخذ کیا جاتا ہے کہ معاشرہ کی ہر عورت کو اجازت تھی کہ وہ اپنا آپ نبی اکرمؐ کو ہبہ کرسکتی تھی)

نبیؐ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں : آپ پوچھیں گے نبی اکرم سلام علیہ امت کی کسی عورت سے کیوں نکاح نہیں کر سکتے تھے اور کیوں وہ اپنی بیویوں میں سے کسی کو طلاق نہیں دے سکتے تھے ؟ اس سوال کا جواب قرآن کریم نے یہ دیا ہے کہ ازواجه امهتهم 33/6 نبی کی بیویاں مومنوں کی دینی مائیں ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ یہ احترام اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے کہ ازواج رسول کو مائیں بنا کر ماؤں والا مقام بھی دیا جائے۔ سو فرمایا :

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا 33/53,

مفہوم : اور ایمان والو! تمہارے لئے یہ لائق نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو ایذا پہنچاؤ اور نہ ہی یہ لائق ہے کہ اس کے بعد اس کی بیویوں میں سے کسی کے ساتھ کبھی بھی نکاح کرو۔ دیکھا آپ نے اللہ تعالیٰ نے ازواج رسول سلام علیہ کو مومنوں کی مائیں بنانے کے بعد ان کا مادرانہ احترام بھی قائم کر رکھا ہے اور اسی لئے رسول اکرم سلام علیہ پر پابندی لگادی گئی تھی کہ آپ کسی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتے تھے کیونکہ جسے آپ طلاق دیں اس کا کسی مومن سے نکاح نہیں ہو سکتا تو اس طرح وہ زندگی بھر کیلئے اپنے نسوانی حق سے محروم ہو جاتی تھی بس اسی لئے نبی اکرمؐ کو لَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ کی پابندی لگادی گئی تھی کہ اے رسول آپ اپنی موجودہ بیویوں میں سے کسی بیوی کو نہ طلاق ہی دے سکتے ہیں اور نہ بدل کر دوسری کسی اور عورت سے نکاح ہی کر سکتے ہیں۔

خود رسول اکرم کیا ہوئے : ایک دفعہ پھر غور فرمائیں کہ نبی اکرم سلام علیہ پر لايحل لك النسا من بعد کی پابندی کیوں لگائی گئی ہے کہ آپ پر موجودہ بیویوں کے سوا کوئی اور عورت حلال نہیں۔ اس کا اور جواب بھی بالکل سیدھا سادہ ہے کہ جب آپ کی ازواج مطہرات مومنوں کی دینی مائیں ہیں تو آپ مومنوں کے کیا ہوئے۔ **"دینی باپ"** اور جب مجازی ماؤں کا احترام، انہیں امت کے مردوں پر حرام قرار دیکر قائم کر رکھا گیا ہے تو ظاہر ہے کہ دینی باپ کا احترام اس کیلئے امت کی عورتوں کو حرام ٹھہرا کر قائم کیا جا سکتا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم سلام علیہ کو مخاطب کر کے واضح کر دیا ہے کہ :

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ 33/50 : اے نبیؐ! آپ پر آپ کی وہی بیویاں حلال ہیں جن سے آپ مہر ادا کر کے نکاح کر چکے ہیں۔ اس کے بعد آپ پر ان کے سوا کوئی اور عورت حلال نہیں۔

بالفاظ دیگر ان الفاظ میں بتادیا گیا ہے کہ جس طرح نبی اکرمؐ کی بیویاںؓ امت کی دینی مائیں ہیں۔ اس طرح خود آپ امت کے دینی باپ ہیں۔

آیت خاتم النبین : نیز یاد رہے کہ آیت خاتم النبین میں حصر کے ساتھ اعلان کیا گیا ہے کہ آپ رسول ہونے کی حیثیت سے پوری امت کے دینی باپ ہیں۔ دیکھئے ارشاد باری تعالیٰ ہے :

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

عَلِيمًا 33/40

مفہوم: محمد سلام علیہ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں یعنی آپ کی کوئی اولاد نرینہ رجولیت کو نہیں پہنچی۔آپ کا کوئی بیٹا جوان نہیں سب بچپن میں ہی فوت ہو گئے۔ اس طرح تو محمدؐ تم میں سے کسی کے حقیقی باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہونے کی حیثیت سے پوری امت کے دینی باپ ہیں اور وہ صرف اپنے زمانے کے لوگوں کے نبی رسول اور دینی باپ نہیں بلکہ قیامت تک کے مومنوں کے دینی باپ ہیں۔آپ پر نبیوں کی آمد ختم کر دی گئی ہے۔آپ کے بعد کوئی نبی آئیگا ہی نہیں اور آپ کو قیامت تک کے مومنوں کا دینی باپ اور آپ کی بیویوں کو قیامت تک کے مومنوں کی دینی مائیں خود اللہ تعالیٰ نے قرار دیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کی اصل و حقیقت کو اچھی طرح جانتا ہے۔ (**حاشیہ**): لٰکِنْ حرف مشبہ بالفعل اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے اس کا استعمال تدارک کیلئے ہوتا ہے یعنی جس چیز کی نفی اس حرف کے جملہ ماسبق میں کی گئی ہو جملہ مابعد میں اسی کا مثبت پہلو ثابت کیا جاتا ہے۔آیت میں لکن سے پہلے نبی اکرمؐ کی حقیقی اولاد نرینہ کی نفی کی گئی ہے اور لکن کے بعد اللہ کا رسول ہونے کی حیثیت سے پوری امت کو آپ کی اولاد قرار دیا گیا ہے۔اب اگر آیت مجیدہ کے لفظ رجال کی رعایت سے آپؐ کے مجازی بیٹے ہیں تو عورتیں مجازی بیٹیاں ہوئیں اور جس طرح مجازی بیٹوں کیلئے مجازی مائیں حرام ہیں اس طرح مجازی بیٹیوں کا مجازی باپ کے ساتھ نکاح حرام ہے۔ تین سو سال بعد کی لکھی ہوئی کتب روایات اور تاریخ کی وہ تمام خبریں یکسر غلط ہیں۔آپ سلام علیہ کے متعلق زمانہ نبوت میں شادیاں کرنے کی خبر دی گئی ہے۔ شادیاں اور وہ بھی دھڑا دھڑ یہاں تک کہ چون برس کی عمر میں چھ برس کی لڑکی سے شادی، العیاذ باللہ)

ایک ضروری نوٹ: آگے بڑھنے سے پہلے اس امر کی وضاحت بھی نہایت ضروری ہے کہ قرآنی غور و تفکر کے مطابق ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء سلام علیہم اور ان کی ازواج مطہرات کی ابوت اور امومیت یعنی نبیوں کا امت کا دینی باپ ہونا اور ازواج مطہرات کا امت کی دینی مائیں ہونا اور نبیوں کیلئے دور نبوت میں امت کی عورتوں کا حرام ہونا اور ان کی ازواج مطہرات کا امت کے مردوں کیلئے حلال نہ ہونا ان کی اپنی اپنی ذات تک محدود تھا یعنی حرمت کا یہ انداز ان کی اولادوں میں منتقل نہیں ہوتا تھا کیونکہ قرآن کریم شاہد ہے کہ سابقہ انبیاء سلام علیہم نے اپنے بیٹوں کے نکاح امت کی مومنہ عورتوں سے کئے تھے اور اپنی بیٹیوں کے نکاح امت کے مومن مردوں سے کئے تھے قرآن کریم بتاتا ہے کہ خود رسول اکرم سلام علیہ کی متعدد بیٹیاں تھیں اور ظاہر ہے کہ آپ نے ان کے نکاح امت کے مومن مردوں ہی کے ساتھ فرمائے تھے۔فلہٰذا انبیاء سلام علیہم کی سنت مطہرہ اس امر پر دلیل ہے کہ انبیا کے امت کے باپ ہونے اور ازواج مطہرات کا امت کی دینی مائیں ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس طرح ان کے نکاح امت کے مرد عورتوں سے حرام ہیں اسی طرح ان کی اولادوں کے نکاح بھی امت کے مرد عورتوں سے حرام ہیں۔ قرآنی تدبر یہی بتاتا ہے کہ عدم نکاح کا احترام صرف انبیا اور ازواج مطہرات تک ہی محدود تھا۔آیئے اب ہم آپ کو پھر اصل مضمون کی طرف لے جاتے ہیں۔

سب نکاح قبل از نبوت ہی ہوئے تھے۔: سابقہ صفحات میں پیش کی گئی بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم سلام علیہ نے جتنے بھی نکاح فرمائے وہ سب نکاح قبل از نبوت ہوئے تھے۔ نبوت کے بعد نہ آپ نے کسی بیوی کو طلاق ہی دی تھی اور نہ کسی نئی عورت سے نکاح ہی فرمایا تھا۔ اب آیئے اس مسئلہ کی طرف کہ کیا آپ نے قبل از نبوت قرآنی تعداد کے خلاف بیک وقت نو گیارہ یا تیرہ بیویوں سے نکاح فرمایا تھا اور کیا آپ زمانہ قبل نبوت میں قرآنی آئین کے خلاف یعنی غیر مشروط طور پر بلاوجہ ایک سے زائد نکاح کرتے چلے گئے تھے۔

انبیاء سلام علیہم کی جبلت عین اسلامی ہوتی تھی: قرآن کریم کو سامنے رکھ کر آپ جملہ انبیاء سلام علیہم کی فہم و فراست اور جبلت پر غور کر کے دیکھ لیں۔ آپ کو یہ چیز کہیں بھی نہیں ملے گی کہ

☆...... کسی بھی نبی نے نبوت سے پہلے زندگی میں کوئی کام آئین باری تعالیٰ کے خلاف کیا ہو یا:

☆...... کسی نبی پر کسی برے ماحول، بری سوسائٹی یا برے معاشرہ کا اثر غالب آیا ہو اور وہ نبوت سے پہلی زندگی میں بھی کسی غیر اسلامی فعل کا مرتکب ہوا ہو۔ مثال کے طور پر جناب خلیل سلام علیہ کے حالات پر غور فرمائیں۔

☆...... السید ابراہیم سلام علیہ مشرک معاشرہ میں پیدا ہوئے۔ بت پرستوں کے ہاں پرورش پائی، چاروں طرف ستارہ پرستی اور بت پرستی کا چرچا تھا۔ وقت کا حاکم خود رب بنا بیٹھا تھا لیکن آپ جانتے ہیں کہ نہ آپ پر حکومت کا رعب غالب آسکا نہ معاشرہ کی دن رات کی روش اثر انداز ہو سکی اور نہ اس خاندان کی صحبت ہی سے آپ متاثر ہوئے جس نے پالنے پوسنے کے ساتھ ساتھ آپ کے دل میں خود تراشیدہ بتوں کی عظمت جاگزین کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی حتیٰ کہ وہ وقت آگیا جب آپ سے کہا گیا کہ اگر تو ہمارے بتوں کو معبود نہیں مانے گا تو تجھے پتھر مار مار کر مار ڈالا جائیگا اور تو یہاں سے جلاوطن ہو کر چلا جائیگا لیکن ابراہیم سلام علیہ نے نہ قبل از نبوت ہی کبھی کسی بت یا ستارے کو معبود مانا تھا اور نہ نبوت کے بعد ہی مانا۔ ہجرت فرمائی اور وطن کو خیرباد کہہ کر چلے گئے اس کے بعد جناب کلیم سلام علیہ کے حالات پر غور فرمائیں۔

☆...... موسیٰ سلام علیہ کی پرورش ایک آمر، اور مستبد بادشاہ کے قصر شاہی میں ہوئی جہاں انسانیت کا گزر تک نہیں تھا۔ بنی اسرائیل کی پوری قوم کو شبانہ روز وحشیانہ ظلم و ستم کا تختہ مشق قرار دینا ان کا دستور تھا لیکن موسیٰ سلام علیہ نے ان انسان نما درندوں میں پرورش پانے کے باوجود نہ ان کی بہیمیت کا اثر قبول کیا اور نہ شہزادگی کے عالم میں (قبل از نبوت) بھی کسی کمزور، بے کس اور محکوم پر معمولی سا تشدد و تظلم روا رکھا بلکہ جونہی شباب کو پہنچے، غریبوں کی مدد کرنا اپنا شعار ٹھہرایا یہاں تک کہ ایک مظلوم ہی کی مدد کرنے میں آپ کے ہاتھ سے نادانستہ اور بلا ارادہ قتل ہو گیا لیکن وہی شہزادہ جو قصر شاہی کے قرب وجوار میں شبانہ روز مظلوموں کے قتل اور سولی کے واقعات دیکھنے کا عادی تھا اور دیکھتا تھا کہ مظلوموں کے قتل کو گناہ تک شمار ہی نہیں کیا جاتا۔ اس نے اپنے ہاتھ سے ایک ظالم فرد کے ناجائز قتل کو بھی جائز قرار نہ دیا اور فوراً حضور الٰہی میں عرض کیا۔ هذا من عمل

الشیطن 28/15 المختصر اس شخصیت پر جو نبی ہونے والی تھی، قبل از نبوت قصر شاہی تک کے غلط ماحول، ظالم سوسائٹی اور ناہموار معاشرہ کی خیرہ کن تابناکیوں تک کا کوئی اثر نہ ہو سکا اور شاہی محلات میں ریشم و زربفت کے فرشوں پر ٹہلنے والے شہزادہ نے اس ظالم معاشرہ کی گوناں گوں نعمتوں کو ٹھکرا کر مدین کے جنگل میں بھیڑیں اور بکریاں چرانے کو ترجیح دی۔ مدین میں آپ کی دس سالہ زندگی کا آغاز بھی مظلوم لڑکیوں کیلئے ظالم چرواہوں سے پانی کی باری حاصل کرنے سے ہوا تھا۔

☆ برادران عزیز! عرض کیا جا رہا ہے کہ انبیا سلام علیہم کی قبل از نبوت کی زندگیوں میں بھی کوئی چیز ایسی نہیں پائی جاتی جو قانون باری تعالیٰ کی مخالفت پر مبنی ہو اور یہ امر ان کی جبلت ہی کے خلاف ہے کہ وہ نبوت سے پہلے ان افعال کے مرتکب ہوں جن سے وہ نبوت ملنے کے بعد لوگوں کو منع کرنے پر مامور کئے جانے والے ہوتے تھے۔ اب آیئے رسول اکرم کے حالات مقدسہ کی طرف۔

☆...... جناب محمد رسول اللہ سلام علیہ جب عربوں میں پیدا ہوئے تو چاروں طرف بت پرستی، انسان پرستی اور مفاد پرستی کے ساتھ ساتھ ہر طرف چوری چکاری، ڈکیتی، رہزنی، قمار بازی، شراب خوری اور بدکاری کا زور تھا۔ آپ نے اسی ماحول میں پرورش پائی اور اسی معاشرہ میں رہ کر جوان ہوئے لیکن کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ آپ نے قبل از نبوت بھی کبھی جوا کھیلا اور شراب و بدکاری کے کبھی نزدیک تک گئے ہوں۔ ڈکیتی اور رہزنی میں معمولی سا حصہ بھی لیا ہو۔ یہ ایک حقیقت ثانیہ ہے نبی اکرم سلام علیہ نے قبل از نبوت معاشرہ کے کسی بھی کردار پر جو قوانین الٰہی کے خلاف ہے ہرگز ہرگز عمل نہیں فرمایا تھا کیوں؟

☆...... اس لئے کہ انبیا سلام علیہم کی جبلت ہی عین بہ عین اسلامی ہوتی ہے۔ ان سے کوئی فعل قبل از نبوت بھی ایسا سرزد نہیں ہوتا جو قوانین الٰہیہ کے خلاف ہو چنانچہ رسول اکرم سلام علیہ نے اپنی عائلی زندگی کے سلسلے میں بھی قبل از نبوت کوئی عمل قانون باری تعالیٰ کے خلاف ہرگز نہیں کیا۔ جبلت نبویہ کے مستقل قانون کے مطابق آپ نے قبل از نبوت بھی غیر ہنگامی حالات میں ایک سے زائد نکاح نہیں فرمایا اور ہنگامی حالات کی شرائط میں مشروط چار بیویوں کی حد کو نہیں توڑا تھا۔ بالفاظ دیگر آپ کی ازواج مطہرات کی تعداد چار سے زائد نہیں تھی اور آپ نے جو ایک سے زائد شادیاں فرمائی تھیں وہ عین قرآنی شرائط کے مطابق یتیموں کی پرورش اور یتیم عورتوں کو ان کے ازدواجی حق کی بہم رسانی کیلئے تھیں اور یہ شادیاں جو آپ نے قرآنی حدود شرائط کے مطابق فرمائی تھیں قبل از نبوت کی تھیں نبوت کے بعد آپ پوری مسلم قوم کے دینی باپ بن چکے تھے اسی لئے نبوت کے بعد کیلئے آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پابندی عائد کر دی گئی تھی کہ اے نبی آپ کے لئے وہی عورتیں حلال ہیں جن کے ساتھ آپ نکاح کر چکے اور مہر ادا کر چکے ہیں۔

یاایھا النبی انا احللنا لک ازواجک التی اتیت اجورھن 33/50

☆ ...... اور ساتھ ہی حکم دیدیا کہ ان بیویوں کے سوا آپ کیلئے نہ کوئی اور عورت حلال ہے اور نہ آپ ان میں سے کسی کو طلاق دیکر کسی دوسری عورت کے ساتھ بدل ہی سکتے ہیں۔ لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِھِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ 33/52,

(ان آیات کی پوری تفصیل ادارہ بلاغ القرآن کی تصنیف "ازواج رسول کی تعداد" میں ملاحظہ فرمائیں)

رجوع الی المطلب : برادران عزیز یہ ہے قرآن کریم کی بتائی ہوئی وہ اصل بنیاد جسے واقعہ زیدؓ کی اساس قرار دیکر ہم آپ کے سامنے اس روایتی قصے کا تجزیہ پیش کرنا چاہتے ہیں جو کہا جاتا ہے کہ رسول اکرم سلام علیہ نے زیدؓ صحابی کو متبنےٰ بنا رکھا تھا۔ اپنی پھوپھی زاد بہن زینبؓ سے اس کی شادی کی۔ زیدؓ آزاد کردہ غلام تھا۔ اس لئے زینبؓ کی آنکھوں میں حقیر لگتا تھا۔

زیدؓ نے طلاق دینے کا ارادہ ظاہر کیا تو آپ نے اسے روک دیا لیکن آخر جب نباہ نہ ہو سکا اور طلاق ہو گئی تو اللہ تعالٰی نے زینبؓ کا نکاح رسول اکرمؐ سلام علیہ کے ساتھ کر دیا اور اس طرح رسول اکرمؐ کو شرعی نکاح کرنے کی ضرورت نہ رہی تھی اور یہ نکاح اللہ تعالٰی نے خود کیا کہ امت کیلئے منہ بولے بیٹوں کی مطلقہ بیویوں سے نکاح کرنے میں رکاوٹ اور تنگی باقی نہ رہے۔

چند سوالات : اس قصے میں ذیل کے امور غور طلب ہیں :

1۔ کیا رسول اکرم سلام علیہ نے واقعی اپنا کوئی متبنےٰ بنایا ہوا تھا اور کیا قرآن کریم متبنےٰ بنانے کی اجازت دیتا ہے ؟

2۔ کیا زینبؓ رسول اکرمؐ کی قائم کردہ نسبت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے کی مجاز تھیں ؟ اور

3۔ کیا زیدؓ صحابی رسول اکرمؐ کے منع کرنے کے باوجود طلاق دینے کے بعد قرآن کریم کے مخالف نہیں ٹھہرتے اور

4۔ کیا قرآن کریم کے ہر حکم پر رسول اکرم سلام علیہ کو خود عمل کر کے دکھانا ضروری ہے ؟ تاکہ وہ امت کیلئے سند ہو سکے

5۔ اگر مذکورہ بالا قصے کو صحیح مانا جائے کہ زیدؓ نے طلاق دیا اور مطلقہ کا نکاح رسول اکرمؐ سے ہو گیا تو کیا اس طرح یہ چیز تسلیم کی جا سکتی ہے کہ اب زینبؓ جب تمام مسلمانوں کی ماں ہو گئی ہے تو کیا زیدؓ کے دل میں اپنی مطلقہ کیلئے ماں کا تصور پیدا ہو سکتا ہے ؟

6۔ کتب روایات نے زیدؓ کا مذکور قصہ کہاں سے لیا ہے، کیا قرآن کریم میں نبی اکرمؐ کے مذکورہ بالا نکاح کا ذکر درج ہے۔

☆ ...... بالترتیب جوابات ملاحظہ فرمائیں :

جواب نمبر 1 : قرآن کریم میں متبنےٰ بنانے کی اجازت ہی نہیں 33/5-4 اور جیسا کہ ہم سابقہ صفحات میں ثابت کر چکے ہیں کہ انبیاء سلام علیہم کی جبلت ہی آئین باری تعالٰی کے عین مطابق ہوتی ہے اس لئے وہ قبل از نبوت بھی کوئی کام خلاف آئین باری تعالٰی نہیں کرتے۔ فلہٰذا رسول اکرم نے نہ قبل از نبوت کوئی متبنےٰ بنایا تھا اور نہ بعد از نبوت کسی شخص کو منہ بولا بیٹا مقرر کیا تھا۔ دلیل و سند کیلئے آیات مجیدہ 33/5-4 آگے آ رہی ہیں۔

جواب نمبر 2,3 : اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ زینبؓ کی نسبت زیدؓ کیساتھ خود رسول اکرم نے قائم کی تھی تو یقیناً

آیت مجیدہ 2/235 کے مطابق زینبؓ کی اجازت سے قائم کی ہوگی اور اجازت ہی کے ساتھ نکاح بھی کیا ہوگا تو پھر اس کے بعد زینبؓ کا رسول اکرم سلام علیہ کے منتخب کردہ خاوند کو حقارت کی نظر سے دیکھنا۔ آیت نمبر 33/36 کے مطابق اسے ضلالاً مبیناً کی گمراہی میں پہنچا دیتا ہے اور اسی طرح اگر زیدؓ کا رسول اکرم کے منع کرنے کے باوجود طلاق دینا صحیح تسلیم کیا جائے تو یہ چیز اسے بھی 33/36 کے مطابق ضلالاً مبیناً کی گمراہی میں لے جاتی ہے لیکن جیسا کہ آیات مجیدہ کے فیصلے کے مطابق جو ابھی آگے آرہی ہیں، نہ زینبؓ نے رسول اکرمؐ کی حکم عدولی کی تھی اور نہ زیدؓ نے۔ لہٰذا یہ صحابیہؓ اور صحابیؓ مخالفت رسولؐ کے بہتان عظیم سے بالکل بری ثابت ہوتے ہیں۔

جواب نمبر 4 : قرآن کریم میں اکثر احکام ایسے ہیں جن پر رسول اکرم سلام علیہ نے خود عمل کر کے نہیں دکھایا جیسا کہ سابقہ صفحات میں بتایا گیا ہے کہ جس عورت سے نکاح کے بعد خلوت نہ ہوئی ہو اس کی بیٹی سے نکاح جائز ہے لیکن رسول اکرمؐ نے اس جواز کی عملی شکل امت کے سامنے خود پیش کر کے نہیں دکھائی حالانکہ کتب روایات میں نبی اکرمؐ پر یہ بہتان موجود ہے کہ آپ نے جونیہ نامی ایک عورت سے نکاح کیا تھا لیکن خلوت نہیں ہوئی تھی۔

جواب نمبر 5 : قرآن کریم کا یہ قانون کہ ازواجِ رسول سلام علیہ مومنوں کی مائیں ہیں۔ اس قاعدہ کلیہ کے مطابق قصہ زیدؓ ایک سیکنڈ کیلئے بھی صحیح نہیں مانا جا سکتا کیونکہ طلاق دہندہ کیلئے اس مطلقہ کے متعلق یہ نظریہ قائم کرنا جس کے ساتھ خلوت ہو چکی ہو۔ مطلقاً غلط ہے کہ وہ اس کی ماں ہو جائے۔ یہ ایک بڑی موٹی سی بات ہے کہ طلاق دہندہ کیلئے خلوت دیدہ مطلقہ عورت کسی قیمت پر بھی ماں کے مقام پر نہیں آسکتی۔ غور فرمائیں! اسلام دین الٰہی ہے اسے موردِ تضحیک نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

جواب نمبر 6 : اس سوال کا جواب کہ اہل روایات نے قصہ زیدؓ کہاں سے لیا ہے۔ یہ کہ سورہ احزاب کی آیات نمبر 36-37 کا غلط مفہوم لے کر قصہ زیدؓ خود تراشا گیا ہے اور سورہ احزاب کی آیات نمبر 37 کے ساتھ وہ ظلم عظیم کیا گیا ہے جس کی مثال ممکن نہیں۔ ذیل میں یہی آیات مجیدہ جن سے قصہ زید کا تصور برآمد کیا جاتا ہے معہ سیاق و سباق پیش کی جارہی ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ اصل بات کیا ہے جسے کیا سے کیا بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔

☆...... یہ تو ہم بتا چکے ہیں کہ سورہ احزاب کی آیات مجیدہ 36-37 کے غلط مفہوم سے زیدؓ کے نکاح و طلاق کا تصور اخذ کیا گیا ہے اور زیدؓ کے طلاق کے بعد مطلقہ کا رسول اکرم سلام علیہ سے نکاح کا نظریہ اس بنیاد پر اٹھایا گیا ہے کہ زیدؓ رسول اکرم کے متبنیٰ تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسی سورت مجیدہ کے ابتدائی الفاظ ہی میں متبنیٰ بنانے کے نظریہ کو غیر اسلامی قرار دے کر اس امر کی وضاحت کر دی ہے کہ ہمارے رسولؐ نے کسی شخص کو متبنیٰ ہرگز نہیں بنایا تھا۔ دیکھئے ارشاد باری تعالیٰ :

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ وَ مَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝ 33/4,	اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے اور نہ تمہاری ان بیویوں کو جنہیں تم ظہار کر کے (ماں کہہ دیتے ہو) تمہاری مائیں ٹھہرادیا ہے اور جنہیں منہ بولے بیٹے بناتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے بیٹے نہیں ٹھہرایا۔ (یاد رکھوں کہ بیویوں کو مائیں اور غیر بیٹوں کو بیٹے قرار دینا یہ صرف تمہارے منہ کی فضولیات ہیں (تم جھوٹ کہتے ہو) اور اللہ سچ کہتا ہے۔ (تم غلط راستے پر چلتے ہو) اور وہ سیدھے راستے کی رہنمائی کرتا ہے

دیکھا آپ نے! : کہ باری تعالیٰ نے کس وضاحت کے ساتھ بتادیا ہے کہ

1۔ بیوی کو ماں اور غیر بیٹے کو بیٹا کہنا محض منہ کی باتیں ہیں **ذٰلکم قولکم بافواھکم**

2۔ جس طرح کوئی معقول آدمی بیوی کو ماں نہیں کہتا۔ اسی طرح کوئی معقول اور دین اللہ کا واقف و عامل کبھی کسی غیر بیٹے کو بیٹا نہیں بناتا

3۔ بیوی کو ماں اور غیر بیٹے کو بیٹا قرار دینا حق اور سیدھے راستے کے خلاف اور غلط ہے۔

اب بتائیے : کیا آیت بالا کی روشنی میں کوئی مومن مسلمان یہ چیز تسلیم کرنے کیلئے تیار ہے کہ رسول اکرم سلام علیہ نے قبل از نبوت یا بعد از نبوت کبھی کسی بیوی کو ماں کہا ہو یا کسی غیر بیٹے کو بیٹا یعنی متبنیٰ بنایا ہو اور کیا کوئی مسلمان یہ چیز تسلیم کرنے کیلئے تیار ہے کہ رسول اکرم سلام علیہ، **معاذ اللہ معاذ اللہ ذالکم قولکم بافواھکم** کے مصداق ہوئے تھے؟

☆..... اس سوال کے جواب میں ہم پوری ذمہ داری کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ کوئی مومن کبھی بھی سلام علیہ کے متعلق یہ چیز تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہو سکتا کہ رسول اکرم سلام علیہ بیوی کو ماں اور کسی غیر بیٹے کو متبنیٰ بنا کر آیت بالا کے مصداق ہوئے ہوں۔

☆..... لیجئے برادران عزیز! زیدؓ کے روایتی قصے کی بنیاد ہی اکھڑ چکی ہے۔ بتایئے اب اس کی عمارت کہاں کھڑی رہ سکتی ہے۔ اب اس سے اگلی آیات مجیدہ ملاحظہ فرمائیں جن میں متبنوں ہی کے متعلق کہا گیا ہے کہ انہیں اس غلط ولدیت کے ساتھ مت پکارا کرو جو متبنیٰ بنانیوالے ہماری منشا کے خلاف خواہ مخواہ باپ بن بیٹھتے ہیں۔

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ وَ مَوَالِیْكُمْ 33/5	(جنہیں تم ہمارے قانون کے خلاف متبنیٰ بنا لیتے ہو) انہیں ان کے باپوں کے ناموں سے پکارا کرو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی امر انصاف پر مبنی ہے اور اگر تم ان کے باپوں کو نہیں جانتے تو پھر انہیں بھائی کہہ کر پکارا کرو کیونکہ وہ تمہارے دینی بھائی اور دینی دوست ہیں۔

☆..... دیکھا آپ نے ! کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں متبنیٰ یعنی منہ بولے بیٹے کا تصور کس قدر غلط اور ناپسندیدہ ہے کہ اگر اس کے باپ کا نام معلوم نہیں تو پھر بھی اس چیز کی اجازت نہیں دی گئی کہ جس نے متبنیٰ بنایا ہو اس کے نام سے ان کی ولدیت پکار لیا کرو بلکہ یہ بتایا ہے کہ وہ تمہارے دینی بھائی اور دینی دوست ہیں یعنی انہیں دینی بیٹے بھی قرار نہیں دیا۔ دینی بیٹوں کا تصور تو آپ سابقہ صفحات میں دیکھ چکے ہیں کہ پوری امت رسول اکرم سلام علیہ کی دینی اولاد ہے اور نبی اکرم سلام علیہ سب کے دینی باپ ہیں۔

☆..... آیت نمبر 33/5 کے اگلے الفاظ میں اس امر کی معافی کا اعلان کیا گیا ہے کہ اگر نادانستہ طور پر کوئی شخص کسی غلط ولدیت کی طرف منسوب ہو جائے تو کوئی حرج نہیں یعنی ممکن کوشش کے مطابق صحیح ولدیت کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے۔ اس طرح اگر معلومہ ولدیت فی الحقیقت صحیح نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

وَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ فِیْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ○ 33/5	اور اس امر میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ اگر تم نے بھول کر کسی کو غلط ولدیت سے منسوب کر دیا ہو لیکن یاد رکھو کہ ذہن کے ارادے کے ساتھ ایسا نہ کرنا۔ (بھول اور خطا کے معاملے میں) اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا مہربان ہے۔

اس سے اگلی آیت مجیدہ میں اعلان کیا گیا کہ معاشرے کے جن افراد کا حقیقی ولی موجود نہ ہو ان کے ولی رسول اکرم سلام علیہ ہیں اور آپ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ 33/6	ہمارا نبی (محمد عربی) سلام علیہ مومنوں کے مقابلے پر ان کی جانوں سے بھی بہتر ولی ہے (کیوں نہ ہو جبکہ وہ ان کا دینی باپ ہے) اور اس کی بیویاں مومنوں کی دینی مائیں ہیں۔

☆..... مذکورہ بالا آیات مجیدہ میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ :

نگاہ بازگشت : 1 متبنیٰ بنانا باری تعالیٰ اور آئین اسلام کے خلاف ہے اور کسی کو منہ بولا بیٹا قرار دینا صرف منہ کی بات

ہے 33/4 اللہ تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں۔

2۔ بیوی کو ماں کہنا اور کسی کو منہ بولا بیٹا بنانا دونوں کام ایک ہی سطح کے ناروا فعل ہیں اور اس طرح جب بیوی کو ماں بنانا منشاالٰہی کے خلاف ہے لہٰذا کسی کو متبنیٰ بنانا بھی رضائے الٰہی کے خلاف اور غلط ہے۔

3۔ اور جب متبنیٰ بنانا قانون و منشاء باری تعالیٰ کے خلاف اور غلط ہے تو یہ چیز کسی بھی صورت میں رسول اکرم سلام علیہ کی طرف منسوب نہیں کی جاسکتی کہ آپ نے نبوت سے پہلے یا بعد کسی بھی شخص کو اپنا متبنیٰ بنایا ہو کیونکہ سابقہ صفحات میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ انبیا سلام علیہم کی جبلت ہی ایسی ہوتی ہے کہ وہ قبل از نبوت بھی کوئی ایسا فعل نہیں کرتے جو قانون باری تعالیٰ کے خلاف اور غلط ہو

4۔ معاشرہ کے بے سہارا افراد مومنوں کے بھائی اور دوست ہیں اور نبی اکرم سلام علیہ امت کے دینی باپ ہونے کی حیثیت سے مومنوں کی اپنی جانوں سے بھی بہتر ولی ہیں اور آپ کی ازواج مطہرات مومنوں کی دینی مائیں ہیں۔

اب آئیے : ان آیات مجیدہ کی طرف سے واقعہ زیدؓ کا روایتی تصور اخذ کیا جاتا ہے۔ یہ تو آپ قرآن کریم کی روشنی میں اچھی طرح سمجھ چکے ہیں کہ رسول اکرم سلام علیہ نے کسی شخص کو اپنا منہ بولا بیٹا ہرگز نہیں بنایا تھا۔اب رہی یہ بات کہ کیا زمانہ جہالت میں صحابہؓ نے متبنیٰ بنائے ہوئے تھے یا نہیں اس سلسلے میں قرآن کہتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص تھا کہ جس نے زیدؓ نامی ایک شخص کو منہ بولا بیٹا قرار دے رکھا تھا۔ زیدؓ کی شادی بھی کردی تھی لیکن اس نے طلاق دیدی جب ایسا ہوا تو رسول اکرم سلام علیہ نے سورہ نساء کی آیت مجیدہ نمبر 24 کے الفاظ **و احل لکم ماوراء ذالکم** کے اعلان کے مطابق زیدؓ کی مطلقہ کا نکاح اس شخص سے کردیا جس نے زیدؓ کو منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا۔اب اسے لوگوں نے طعنے دینے شروع کردیے کہ تو نے بیٹے کی بیوی، یعنی بہو سے شادی کرلی ہے۔ تو ان طعنوں کے خوف سے اس نے طلاق کا ارادہ کرلیا۔ اس پر رسول اکرمؐ نے اس کے آثار و قرائن سے بھانپ لیا اور اسے طلاق دینے سے منع فرمایا اور کہا کہ جب تیرے منہ بولے بیٹے زیدؓ نے عورت کو طلاق دیدی تھی تو ہم نے یعنی میں نے عورت کے ورثاء کیساتھ مل کر مطلقہ کا نکاح قانون الٰہی کے عین مطابق تیرے ساتھ کردیا تھا تاکہ جنہوں نے زمانہ جہالت میں متبنیٰ بنا رکھے ہیں ان کیلئے متبنوں کی مطلقہ عورتوں سے نکاح کرنے کی کراہت دور ہو جائے۔ یہ کراہت اس لئے تھی کہ لوگ متبنوں کو بیٹے اور ان کی بیویوں کو بہوئیں ہی خیال کرتے تھے۔

☆...... قرآن کریم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم سلام علیہ کے منع کرنے سے وہ شخص ارادہ طلاق سے رک گیا اور وہی جو عوام کے طعن و تشنیع سے ڈرتا تھا، قانون الٰہی پر ڈٹ کر قائم ہو گیا۔ قرآن کریم نے اس چیز کی خبر مطلقاً نہیں دی کہ اس نے نبی اکرمؐ کے منع کرنے کے باوجود بیوی کو طلاق دے ڈالی تھی اور آیت نمبر 33/36 کے مطابق کھلے اور واضح طور پر گمراہ ہو گیا تھا اس کے برعکس

☆...... قصہ زیدؓ کے متعلق روایات کا کہنا یہ ہے

1۔ زیدؓ رسول اکرمؐ کا منہ بولا بیٹا تھا۔ یہ چیز تو نبی اکرم سلام علیہ پر بہتان عظیم ہے کہ معاذ اللہ استغفر اللہ، آپ نے ایک ایسا فعل

کیا ہو جو قانون الٰہی کے خلاف ہونے کے علاوہ بیوی کو ماں کہنے کی سطح کے برابر کا ناروا عمل ہے اور دوسرے نمبر پر :

2۔ روایات کہتی ہیں کہ زینبؓ نے نبی اکرم سلام علیہ کے انتخاب کو حقیر جانا اور طلاق کی فضا پیدا کی اور زیدؓ نے آپ کے منع کرنے کے باوجود طلاق دیکر نبی اکرم کی حکم عدولی کی لیکن گزارش ہے کہ قرآن کریم نے اس قصے کو شروع ہی ان الفاظ سے کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی معرفت جس امر کا فیصلہ کردے تو اس کے بعد کسی مومن مرد عورت کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا کہ اس فیصلے کے خلاف اپنا اختیارات استعمال کرے جو کوئی رسول اکرمؐ کے فیصلے کے خلاف عمل کریگا اس کا مومن رہنا تو درکنار وہ تو گمراہی کے لحاظ سے بھی بدترین گمراہوں میں شمار ہوتا ہے۔ فلہٰذا روایتی تصور کے مطابق نہ زیدؓ ہی مومن ثابت ہوتا ہے جس نے آقائے نامدار کے منع کرنے کے باوجود آپ کی حکم عدولی کر کے طلاق دیدی اور نہ زینبؓ ہی معاذ اللہ معاذ اللہ مومنہ ثابت ہوتی ہیں جنہوں نے رسول اکرم ﷺ کی طے کردہ نسبت اور نکاح کو مکروہ جانا اور رسول اکرمؐ کے مقررہ کردہ شوہر کو حقیر قرار دے کر خانگی حالات کو کو طلاق کی حدوں تک پہنچادیا۔

دیکھئے ارشاد باری تعالیٰ

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ، وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا 33/36	اور جب اللہ اور اس کا رسول یعنی جب اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے ذریعہ کسی کام کا فیصلہ کرے تو کسی مومن مرد یا عورت کیلئے (کہ اس کام میں جس کا فیصلہ اللہ اور اس کے رسول نے کردیا ہو) کوئی اختیار باقی نہیں رہتا اور جو کوئی (اللہ اور رسول کے فیصلے کے بعد) نافرمانی کرے وہ ظاہر باہر کھلم کھلا گمراہ ہو جائے گا۔

☆..... لیجئے یہ وہ آیت مجیدہ جو واقعہ زیدؓ کا حرف اول ہے۔ بتایئے اگر روایات کا بتایا ہوا قصہ صحیح تسلیم کیا جائے تو زید اور زینب معاذ اللہ معاذ اللہ کیا ثابت ہوتے ہیں جنہوں نے بقول روایات رسول اکرم سلام علیہ کے اس فیصلے کے خلاف جو آپ نے انہیں میاں بیوی بنا کر عملاً نافذ فرمایا تھا اپنے اپنے اختیارات استعمال کئے۔ زینبؓ نے نبی اکرمؐ کے انتخاب کردہ شوہر کو حقیر جانا اور طلاق کیلئے فضا ہموار کردی اور زیدؓ نے بقول روایات نبی اکرم سلام علیہ کے منع کرنے کے باوجود زینبؓ کو طلاق دے ہی ڈالی اور اس طرح دونوں میاں بیوی ضل ضللاً مبیناً کے مصداق ہو گئے۔ معاذ اللہ! استغفر اللہ! کیا یہ ٹھیک ہے ؟ ہرگز نہیں

برادران عزیز : حقیقت یہ ہے کہ روایات کا بیان کردہ قصہ یکسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ صحیح واقعہ وہ ہے جس کی بنیاد قرآن کریم نے مندرجہ بالا آیت مجیدہ نمبر 33/36 کو قرار دیا ہے کہ صحابہؓ اور صحابیاتؓ میں سے جس کسی کے، کسی بھی کام کا فیصلہ رسول اکرم سلام علیہ کردیں اس کے بعد کسی مومن یا مومنہ کا اپنا اختیار باقی نہیں رہتا کہ اس کے خلاف عمل کرے اور جو کوئی

ایسا کرے گا وہ کھلم کھلا گمراہ ہو جاتا ہے اور اسی بنیاد پر نبی اکرمؐ سلام علیہ کے ایک مقدس صحابیؓ کا واقعہ بطور مثال اور نمونہ بیان کیا ہے۔ جس نے ایمان لانے سے پہلے زیدؓ کو متبنیٰ بنایا ہوا تھا۔ اس کی شادی بھی کر دی تھی لیکن جب وہ اپنے خاندان سمیت مسلمان ہو گیا تو رسول اکرم سلام علیہ نے آیت مجید 33/4 کے مطابق متبنیٰ کے تقرر کو غلط قرار دیدیا

☆☆..... حتی کہ جب ایسا واقعہ ہوا کہ زیدؓ نے کسی وجہ سے بیوی کو طلاق دیدی تو نبی اکرم سلام علیہ نے اس کی مطلقہ کا نکاح اس کے ورثاء کے ساتھ مل کر متبنیٰ بنانے والے کے ساتھ باندھا دیا۔ اس طرح آپ نے متبنیٰ گیری پر تو مشہود صورت میں مہر تنسیخ ثبت کر دی لیکن لوگوں نے مذکورہ صحابیؓ کو طعنے دینے شروع کر دیئے کہ تو نے بہو سے نکاح کر لیا ہے۔ اس پر اس نے دل ہی دل میں ارادہ کر لیا کہ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ کو طلاق دے کر لوگوں کے طعن و تشنیع سے آزاد ہو جائے لیکن نبی اکرم سلام علیہ نے اس کے ارادے کو اس کے اطوار سے بھانپ لیا اور طلاق دینے سے منع کر دیا۔

پھر کیا ہوا : اس سے آگے قرآن کریم نے مثال کے طور پر جب رسول اکرم قانون باری تعالیٰ کے مطابق کسی مومن یا مومنہ کے کسی کام کا فیصلہ کر دیں تو مومنوں کے اختیارات ختم ہو جاتے ہیں۔ مذکورہ الصدر صحابی کا واقعہ بیان کیا ہے کہ جس نے رسول اکرم کے حکم اور فیصلے کے مقابلے پر عوام کے طعن و تشنیع کی مطلقاً پرواہ نہ کی اور اپنے اختیار و ارادے کو رسول عربی کے حکم پر قربان کر دیا۔ (یہی حال زیدؓ کی مطلقہ کا تھا جو پہلے تو ایک متبنیٰ کی بیوی تھی لیکن جب اس کا نکاح رسول اکرم نے متبنیٰ بنانے والے کیساتھ کر دیا جو زمانہ جہالت کے معاشرہ کے مطابق اس کا سسر تھا تو اسے بھی یقیناً یقیناً اس کی ہمنشیں عورتیں سسر کے ساتھ نکاح کرنے کے طعنے دیتی ہونگی لیکن اس نے یہ فیصلہ رسولؐ کے مقابلہ پر طعن و تشنیع کی مطلقاً پرواہ نہ کی اور اپنے اختیار اور ارادے کو نبی اکرم سلام علیہ کے حکم پر نثار کر دیا۔ ان دو میاں بیوی کی قربانی کو قرآن کریم نے آیت نمبر 33/36 کی مخالفت پر بطور مثال اور نمونہ پیش کیا ہے۔ اس کے برعکس اگر زیدؓ کے روایتی قصے کو صحیح تسلیم کیا جائے تو یہ قصہ آیت نمبر 33/36 کی مخالفت پر مثال ثابت ہوتا ہے کہ اگرچہ قرآن کریم نے رسول اکرم کے فیصلے پر مومن مرد عورتوں کے اختیار و ارادہ کو قربان کر دیا ہے لیکن صحابہؓ اور صحابیاتؓ میں سے ایسے بھی تھے جو نبی اکرم سلام علیہ کے فیصلے کے باوجود اپنے اختیارات کے استعمال پر اڑ جاتے تھے۔ معاذ اللہ استغفر اللہ)

دیکھیے ارشاد باری :

وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ....................	اور اے رسول! مندرجہ بالا حکم کی عملی مثال کے طور وہ واقعہ قابل ذکر ہے جب آپ اس شخص کو جس پر اللہ اور آپ نے انعام فرمایا (یعنی اسے دولت ایمان نصیب ہوئی) متبنیٰ کے غلط عمل سے نجات پائی بلکہ آپ نے اس کا نکاح اس کے متبنیٰ کی مطلقہ سے کر دیا جب اس نے عوام کے طعنوں سے ڈر کر طلاق کا ارادہ کیا تو آپ نے کہا کہ بیوی کو روک رکھ (طلاق نہ دے)

آنحضور ﷺ نے اسے مزید فرمایا کہ :

وَاتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِي فِيْ نَفْسِكَ مَااللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا	اور اللہ سے ڈر۔ تو اس چیز (ارادہ طلاق) کو دل میں چھپاتا ہے جسے اللہ ظاہر کرنیوالا ہے اور تو لوگوں سے ڈرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ تو اسی سے ڈرے پھر حقیقت یہ ہے کہ جب زید نے طلاق دیدی تھی تو ہم نے (یعنی میں نے عورت کے ورثاء سے ملکر) اس کا نکاح قانون الٰہی 4/24 کے مطابق تیرے ساتھ کر دیا تھا

(زوجنکھا میں زوجنا جمع متکلم کا صیغہ ہے۔ اس پر اعتراض آتا ہے کہ جب اس کلام کے متکلم رسول اکرم سلام علیہ بصیغہ واحد ہیں تو آپ کیلئے جمع کا صیغہ کس طرح آسکتا ہے۔ اس کا ترجمہ متن کے سامنے لکھا گیا ہے (ہم نے یعنی میں نے اور عورت کے ورثاء نے مل کر عورت کا تیرے ساتھ نکاح کر دیا تھا) یاد رہے کہ نکاح اور طلاق اکیلے آدمی کا کام نہیں ہوتا۔ نکاح کے وقت بھی لڑکے اور لڑکی کے ورثاء اور گواہوں کا مل کر کام ضروری ہوتا ہے اور طلاق بھی فریقین کے ورثاء اور فرد حکومت کے اجتماع سے ہوتی ہے جیسا کہ سورہ طلاق کے بالکل ابتدائی الفاظ میں مخاطب تو کیا گیا ہے اکیلے رسول اکرم سلام علیہ کو اور حکم دیا گیا ہے، جماعت کو دیکھئے ارشاد باری :

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ [redacted] ,65/1 دیکھئے! ان الفاظ کا صحیح مفہوم یہ ہے اے نبی! جب آپ (لڑکی اور لڑکے کے ورثاء کیساتھ) مومنوں کی عورتوں کو طلاق دیں۔ دیکھا آپ نے جس طرح طلاق کے ذکر میں یاایھا النبی کے واحد کے خطاب میں طلقتم اور طلقوا جمع کے صیغے آئے ہیں اس طرح مذکورہ بالا آیت نمبر 33/37 میں نکاح کے ذکر میں واحد متکلم کیلئے زوجنا جمع کا صیغہ آیا ہے۔ فلہذا ہمارا درج کردہ ترجمہ اور مفہوم سو فیصدی صحیح ہے)

لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ○ 33/37	تاکہ مومنوں کیلئے (کہ انہوں نے زمانہ جہالت میں جو متبنے بنا رکھے ہیں) جب متبنے بیویوں کو طلاق دیدیں تو ان مطلقہ عورتوں سے نکاح کرنے میں کوئی کراہت اور تنگی باقی نہ رہے۔ (متبنے بنانا ہماری منشا کے خلاف ہے 33/4 نہ متبنے بیٹے ہیں نہ ان کی بیویاں بہوئیں) اور (اے رسول) حقیقت یہ ہے کہ اللہ کا مذکورہ حکم (عملاً) کیا گیا ہے۔ (یعنی مذکور صحابیؓ اور صحابیہؓ نے اللہ اور رسول کے فیصلے پر اپنا سر تسلیم خم کر کے اپنا اختیار و ارادہ قربان کر دیا تھا)

☆..... آگے بڑھنے سے پہلے مندرجہ بالا آیت مجیدہ کے متعلق چند امور کی وضاحت کرنا ضروری ہے۔

پہلا یہ کہ یہ آیت اپنی ماسبق آیت پر مثال کے طور پر لائی گئی ہے یعنی آیت ماسبق میں زمانہ رسالت کے متعلق اعلان کیا گیا ہے کہ جب اللہ کا رسول اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق کسی صحابیؓ یا صحابیہؓ کے کسی امر کے متعلق کوئی فیصلہ کردے تو کسی مومن مرد یا مومن عورت کو اس کے بعد کوئی اختیار نہیں رہتا کہ وہ نبی اکرم سلام علیہ کے فیصلے کے خلاف عمل کریں۔ اگر کوئی مرد یا عورت ایسا کریگا تو وہ کھلم کھلا گمراہ ہو جائیگا۔ و من یعص اللہ و رسولہ فقدضل ضلالاً مبینا 33/36

☆..... تو اب ظاہر ہے کہ اللہ و رسول کی فرمانبرداری کا حکم دینے کے بعد زمانہ رسالت کا جو واقعہ مثال کے طور پر بیان ہوا ہے اس میں یہ بتانا مقصود ہے کہ دیکھ لو صحابہ رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنھن کس طرح اپنے گھریلو معاملات تک میں اللہ اور رسول کے حکم کا احترام کرتے تھے لیکن نام نہاد روایتی قصہ زیدؓ میں بیان کیا جاتا ہے کہ جب رسول اکرم نے زیدؓ کو طلاق دینے سے منع فرمایا تو اس نے پوچھا کہ کیا آپ یہ حکم بذریعہ وحی دے رہے ہیں یا یہ آپ کا ذاتی حکم ہے۔ آپ نے فرمایا یہ میرا ذاتی مشورہ ہے تو اس پر زیدؓ نے کہا کہ میں اپنے معاملے میں خود اچھا فیصلہ کرسکتا ہوں۔ تو گویا روایتی قصے نے یہ تصور پیش کیا ہے کہ اگرچہ قرآن کریم نے مومنوں کے ذاتی معاملات تک میں اللہ اور رسول کو حاکم اور آخری اتھارٹی قرار دیا ہے لیکن صحابہؓ اور صحابیاتؓ اس حکم کی پرواہ نہیں کیا کرتے تھے۔ زینبؓ نے نبی اکرم کی قائم کردہ نسبت کو غلط قرار دیا۔ آپ کے منتخب کردہ شوہر کو حقیر و ذلیل گردانا اور زیدؓ نے آپؐ کے منع کرنے کے باوجود حکم عدولی کی اور طلاق دیدی۔ حالانکہ آیت مجیدہ کے آخری الفاظ و کان امر اللہ مفعولاً اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ مذکورہ واقعہ میں اللہ کے حکم پر پورا پورا عمل ہوا تھا لیکن روایات کہتی ہیں نہیں اس کی مخالفت کی گئی تھی۔

دوسرے نمبر پر اس امر کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ جب آیت مجیدہ میں سیدھا سادہ واقعہ درج ہے کہ یہ ایک صحابیؓ کا واقعہ ہے کہ اس نے زیدؓ کو متبنیٰ بنایا تھا اور اس کے ساتھ مطلقہ کا نکاح کیا گیا تھا تو روایات نے آیت مجیدہ کے انہی الفاظ سے کس طرح اخذ کرلیا ہے کہ زیدؓ کو متبنیٰ ایک صحابی نے نہیں بلکہ رسول اکرم نے بنایا ہوا تھا اور اس کی مطلقہ سے نکاح نبی اکرم سلام علیہ کا ہوا تھا؟

☆..... اس سوال کے جواب میں ہم نے سابقہ صفحہ پر جہاں آیت زیر بحث کو نقل کیا گیا ہے اس کے عربی متن میں واتق اللہ کے بعد والی واؤ کو جلی قلم سے لکھا ہے اس طرح ''و'' بس اسی واؤ سے مضمون کی گاڑی کا کانٹا تبدیل کرلیا گیا ہے اور وہی الفاظ جو رسول اکرم سلام علیہ نے مذکور الصدر صحابی کو کہے تھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اکرم سلام علیہ کو کہلائے گئے ہیں (وضاحت ذرا آگے آرہی ہے) اور یہی وہ ظلم عظیم ہے جو روایتی تراجم و تفاسیر نے آیت نمبر 33/37 کے ساتھ روا رکھا ہوا ہے جس کی مثال ممکن نہیں

☆..... حقیقت یہ ہے کہ اس آیت مجیدہ میں **امسك عليك زوجك** سے لیکر **اذا قضوا منھن وطرا** تک کے سارے کے سارے الفاظ رسول اکرم سلام علیہ کے ہیں اور مخاطب وہ شخص ہے جسے آیت مجیدہ کے ابتدائی الفاظ میں الذی انعم الله عليه و انعمت عليه کہا گیا ہے جس نے زیدؓ کو متبنٰے بنایا ہوا تھا اور جس کے ساتھ زیدؓ کی مطلقہ کا نکاح ہوا تھا۔ اس شخص نے لوگوں کے طعنوں کے خوف سے طلاق کا ارادہ کیا تھا۔ نبی اکرمؐ نے منع کیا تو رک گیا یعنی نبی اکرم کو اپنے خانگی معاملات تک میں ولی اور حاکم تسلیم کیا۔ رضی اللہ عنہم۔

☆ **لیکن** روایات نے اس واؤ سے جسے ہم نے جلی قلم سے لکھا ہے رسول اکرم کا کلام ختم کر کے اس سے آگے اللہ تعالیٰ کو متکلم بنایا ہے اور رسول اکرم سلام علیہ کو مخاطب قرار دیا ہے اور

☆..... **تخفى في نفسك ما الله مبديه و تخشى الناس والله احق ان تخشه**

کا خطاب نبی اکرمؐ کی طرف سے قرار دے دیا ہے یعنی روایتی نظریہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم سے فرمایا کہ تو اس چیز کو اپنے دل میں چھپاتا ہے جسے اللہ ظاہر کرنے والا ہے اور یہ کہ:

تو لوگوں سے ڈرتا ہے حالانکہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ تو اسی سے ڈرے

☆..... معاذ اللہ ! استغفر اللہ ! ان الفاظ کو رسول اکرم سلام علیہ کی طرف سے منسوب کرتے ہوئے ہمارے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اللہ جانے ہمارے محترم دوست کس طرح روایتی قصے کو صحیح ثابت کرنے کیلئے رسول اکرم کے متعلق یہ تصور کر لیتے ہیں کہ آپ لوگوں سے ڈرنے لگے اور اللہ تعالیٰ کو آپ پر واضح کرنا پڑا کہ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ تو اس سے ڈرے۔ حالانکہ اس آیت مجیدہ سے آگے ایک آیت چھوڑ کر دوسری آیت میں باری تعالیٰ نے مطلقاً فیصلہ دیدیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی رسول اللہ کے سوا مطلقاً کسی سے نہیں ڈرتے۔

☆..... **اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ يَخْشَوْنَهٗ وَ لَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ 33/39**

اللہ کے رسول جو اللہ کے پیغامات لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ ان کی حالت یہ ہے کہ وہ اسی سے ڈرتے ہیں اور اس کے سوا کبھی بھی کسی سے نہیں ڈرتے

افسوس صد ہزار افسوس: کہ روایتی تصورات کی عمارت ایسی غلط بنیادوں پر قائم کی جاتی ہے کہ قریب قریب کی آیات مجیدہ پر بھی نگاہ نہیں رکھی جاتی اور قریبی آیات مجیدہ کو بھی ایک دوسری کا مخالف بنا کر رکھ دیا جاتا ہے حالانکہ قرآن کریم نے بڑے زور سے دعویٰ کر رکھا ہے کہ اس کی الحمد سے والناس تک کے پورے متن میں تضاد و تخالف موجود نہیں **4/82** فلہٰذا روایتی تراجم میں واتق الله سے بعد والی واؤ کو استینات کی واؤ قرار دے کر مضمون کی پٹڑی تبدیل کر لی گئی ہے۔ مطلقاً غلط ہے اور آیت مجیدہ کے آخری جملہ سے اُرے اُرے سارے کا سارا کلام رسول اکرم سلام علیہ کا ہے اور اس

طرح رسول اکرم بھی ان اعتراضات سے مبرا ہیں جو تخشی الناس کے الفاظ سے آپ پر عائد ہوتے ہیں اور زیدؓ و زینبؓ بھی روایتی تصور کے الزامات سے مطلقاً بری ہیں۔

تیسرے نمبر پر آیت نمبر 33/36 میں اللہ تعالیٰ نے ان مردوں اور عورتوں کو کھلم کھلا گمراہ قرار دیا ہے جو رسول اکرمؐ کے فیصلے کے خلاف اپنے اختیارات استعمال کریں۔ نیز 4/65 میں ایسے ہی لوگوں کو ایمان سے خارج قرار دیا گیا ہے لیکن آیت زیر نظر میں روایتوں نے خود ہی ایک عورت کے متعلق خبر دی ہے کہ اس نے رسول اکرم کی قائم کردہ نسبت کو ناپسند کیا اور آپ کے مہیا کردہ شوہر سے نفرت کر کے طلاق تک نوبت پہنچائی اور خود ہی اسے ازواج مطہرات میں شامل کرتی ہیں۔ نیز خود ہی زیدؓ کے متعلق یہ خبر دیتی ہیں کہ آپ نے رسول اکرم کے حکم امسك عليك زوجك کو نہیں مانا تھا اور طلاق دے ہی ڈالی تھی، حالانکہ اس تصور کے مطابق معاذاللہ استغفراللہ زید رضی اللہ عنہ پر 33/36 اور 4/65 کی دونوں قرآنی دفعیں عائد ہو جاتی ہیں۔ اللہ بچائے روایات کے اندھے تصورات سے۔ (آیت مجیدہ 4/65 یہ ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا) مفہوم: تیرے رب کی شہادت ہے کہ جو لوگ اپنے باہمی تنازعات میں تجھے حاکم نہ مانیں اور تیرے فیصلے کو بصمیم قلب تسلیم نہ کریں وہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتے۔ زیدؓ اور زینبؓ کا روایتی قصہ قرآن کریم کی رو سے غلط ہے۔ آیت نمبر 33/37 میں جس خاتون کا ذکر ہے نہ اس کا نام زینبؓ بتایا گیا ہے اور نہ اس کا نکاح نبی اکرمؐ سے ہوا تھا کیونکہ نبی اکرم سلام علیہ کے منع کرنے پر اسے دوسرے شوہر نے طلاق نہیں دی تھی)

رجوع الی المطلب : واقعہ زیدؓ آیت مجیدہ 33/37 میں بالوضاحت گزر چکا ہے کہ جس میں واقعہ کی اصل حقیقت بھی عیاں ہو چکی ہے اور ان مقامات کی نشاندہی بھی کر دی گئی ہے جہاں روایات نے ٹھوکر کھائی ہے اور روایتی تصور سے جن مقدس ہستیوں پر ناروا الزامات آتے ہیں ان کی اصل و حقیقت بھی واضح کر دی گئی ہے۔ اب آگے بڑھیے اس سے اگلی آیت مجیدہ میں نبی اکرم سلام علیہ کے متعلق بتایا گیا ہے کہ ان پر جو چیز فرض کی گئی ہے یعنی قرآن کریم، ان کیلئے اس کے احکام کو عملی رنگ میں متشکل کرنے میں کوئی تنگی اور حرج نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہر حکم مستقل اقدار پر ہی مبنی ہے۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا o 33/37	ہمارے نبی پر اس چیز (قرآن کریم کے احکام کو نافذ کرنے) میں کوئی حرج نہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے فرض کر دی ہے۔ (متبنوں کی بیویوں کے متعلق) سابقہ اقوام کیلئے بھی یہی قانون تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر قانون مستقل اقدار کی بنیادوں پر قائم ہے جو کسی بھی زمانہ میں تبدیل نہیں ہوتا۔

(فیما فرض اللہ میں ما عام ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے [redacted], 27/85 میں اس بات کو خاص کر دیا ہے کہ رسول اکرم سلام علیہ پر اللہ تعالیٰ کی

28/45

طرف سے صرف قرآن کریم فرض کیا گیا ہے۔ ان الذی فرض علیك القران لرادك الی معاد) اے رسولؐ وہ ذات جس نے آپ پر قرآن کا پہنچانا، نافذ کرنا اور اس پر عمل کرنا فرض کر دیا ہے بلا شبہ وہ آپ کو وعدہ گاہ کی طرف لوٹا کر لے جانیوالا ہے۔ یعنی اس قرآن میں وعدہ گاہ قیامت کا پورا پورا حل دیدیا گیا ہے۔

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ يَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ 33/39	وہ مقدس ہستیاں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام رسانی کے فرائض پر مامور ہیں ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اس کے سوا مطلقاً کسی سے نہیں ڈرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ محاسبہ اعمال کے لحاظ سے خود کافی ہے۔

☆......دیکھا آپ نے کہ اس آیت مجیدہ میں کس واضح انداز سے اعلان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی رسول ہر آن اللہ تعالیٰ ہی سے خائف رہتے تھے اور وہ کسی بھی معاملے میں لوگوں سے ہرگز نہیں ڈرتے تھے۔ فلہذا روایات کا پیش کردہ قصہ جس میں رسول اکرم کیلئے کسی بھی وقت پر لوگوں سے ڈرنے کا تصور دیا گیا ہے وہ پوری کی پوری داستان غلط اور بے بنیاد ہے۔

☆......اس سے اگلی آیت مجیدہ مضمون زیر نظر کی آخری آیت ہے جس میں رسول اکرم سلام علیہ کے متعلق اعلان کر دیا گیا ہے کہ اللہ کے مقدس رسول محمد عربی سلام علیہ کی اولاد نرینہ میں سے کوئی بچہ عالم شباب کو نہیں پہنچا تھا مگر اس کے باوجود نبی اکرمؐ نے قانون الٰہی کے خلاف کوئی متبنے نہیں بنایا تھا لیکن اس طرح کہ جب آپ کی کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی آپ کو بے اولاد تصور نہ کیا جائے۔ آپ پوری امت کے دینی باپ تھے۔ اور اس پر بھی بس نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ قیامت تک کی امت کیلئے دینی باپ کے مقام پر فائز کر دیئے گئے ہیں کیونکہ اب آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا 33/40	(اے جماعت صحابہ) محمد سلام علیہ تم میں سے کسی بالغ مرد کے حقیقی باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کا رسولؐ ہونے کی حیثیت سے پوری امت کے دینی باپ ہیں اور ان کے دینی باپ ہونے کی حدیں قیامت کی حدوں سے ملی ہوئی ہیں کیونکہ وہ نبیوں کے خاتم ہیں یعنی آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

☆......اس آیت میں لفظ **لکن** غور طلب ہے۔ یہ استدراک کیلئے آتا ہے یعنی اس لفظ سے پہلے جملے میں جس چیز کی نفی کی گئی ہو اس کے بعد والے جملے میں اس کا اثبات موجود ہوتا ہے جیسے کہ **ما جاء فی احد ولکن رجل غریب مریض.** دیکھئے **لکن** سے ما قبل نفی ہے۔ ماجاء فی احد۔ میرے پاس کوئی بھی نہیں آیا اور اس کے مابعد ہے رجل غریب مریض جس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ ایک مرد مسافر بیمار

☆..... غور فرمائیں کہ **لکن** کے بعد الفاظ، کامل جملہ نہیں ہے مگر **لکن** کے تقاضائے استدراک میں یہ خوبی موجود ہے کہ جملہ ما قبل میں جس چیز کی نفی کی گئی ہے کہ میرے پاس کوئی بھی نہیں آیا۔ جملہ مابعد میں اس کا اثبات کر دیا گیا ہے کہ ایک مرد بیمار مسافر آیا تھا

☆..... اسی طرح آیت بالا میں **لکن** سے ما قبل نفی ہے کہ محمدؐ تم میں سے کسی مرد بالغ کے باپ نہیں ہیں اور اس کے بعد ہے "لکن رسول اللہ" تو اب حرف استدراک کے ذاتی تقاضے کے مطابق اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ رسول اللہ کے مرکب اضافی میں نبی اکرمؐ کے کسی بھی انداز میں باپ ہونے کا تصور بدرجہ اتم تسلیم کیا جائے اور یہ وہی تصور ہے جس کا فیصلہ اسی سورہ احزاب کی آیت نمبر 33/6 میں ازواجه امهتهم کے الفاظ میں کر دیا گیا ہے کہ نبیؐ کی بیویاں مومنوں کی دینی مائیں ہیں اور اس طرح نبی اکرمؐ دینی باپ ہیں۔ فلہٰذا ولکن رسول الله کے الفاظ میں لفظ لکن کے تقاضائے استدراک کے مطابق مطلب صاف ہے کہ محمدؐ تم میں سے کسی بالغ مرد کے باپ نہیں۔ یعنی اس طرح وہ تمہارے نسلی باپ تو نہیں ہیں اور نہ تم میں سے ان کا کوئی متبنیٰ ہی ہے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ ہونے کی حیثیت سے پوری امت کے دینی باپ ہیں اور چونکہ آپ کے بعد کوئی نبی آنیوالا نہیں ہے اس لئے آپ قیامت تک کے مومنوں کے دینی باپ ہیں۔

خلاصہ مبحث : سورہ احزاب کی آیت نمبر 37 سے روایات نے یہ مطلب اخذ کیا ہے کہ رسول اکرم سلام علیہ نے زیدؓ صحابی کو جو ان کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اپنا متبنٰی بنایا ہوا تھا۔ اپنی پھوپھی زاد زینبؓ کے ساتھ ان کی شادی کر دی لیکن زینبؓ انہیں غلام اور حقیر جانتی اور ان سے نفرت کرتی تھی اس لئے زیدؓ نے نبی اکرمؐ سے شکایت کی اور عرض کیا کہ میں زینبؓ کو طلاق دینا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے منع کیا لیکن اس نے آپ کے حکم کی کوئی پرواہ نہ کی اور طلاق دے ڈالی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے زینبؓ کا نکاح نبی اکرمؐ سے کر دیا ہے۔ یہ ہے زیر بحث روایتی تعبیر جسے قرآن کریم کے گیارہ ٹھوس دلائل غلط ثابت کرتے ہیں۔

پہلا یہ کہ اسی سورہ احزاب کی آیت نمبر 4 کے مطابق متبنّٰی بنانا قرآنی تعلیم کے صرف خلاف ہی نہیں بلکہ بیوی کو ماں کہنے کی سطح کا ناروا فعل ہے۔ فلہٰذا اس قصے کی بسم اللہ ہی غلط ہے کہ رسول اکرمؐ نے زید کو متبنٰی بنایا ہوا تھا حالانکہ نبی اکرم کے متعلق یہ تصور ہی نہیں کیا جا سکتا کہ آپ نے قرآنی تعلیم کے خلاف کوئی متبنٰی بنایا ہو۔

دوسرا یہ کہ جب قرآن کریم کی رو سے زیدؓ نبی اکرمؐ کے متبنٰی ہی ثابت نہیں ہوتے تو زینبؓ کے نکاح کا قصہ از خود غلط ہو چکا۔

تیسرا یہ کہ جب زینبؓ کا نکاح ہی ثابت نہیں تو ارادہ طلاق نبی اکرمؐ کا منع کرنا، اس کا نہ ماننا اور طلاق دینا وغیرہ سب قصے

بناوٹی، من گھڑت اور خانہ ساز ثابت ہوئے۔

چوتھا یہ کہ جب مذکورہ شق نمبر 1 تا 3 صحیح ثابت نہیں ہوئی تو زینبؓ کے نبی اکرمؐ کے ساتھ نکاح کی بنیاد ہی غائب ہو چکی۔

پانچواں یہ کہ روایات نے مذکورہ قصے کو سورہ احزاب کی صرف آیت نمبر 37 پر موقوف کر رکھا ہے حالانکہ اس کی بنیادی آیات مجید اسی صورت کی آیات نمبر 4 تا 6 ہیں اور اس کے بعد آیات نمبر 36 تا 40 ہر آیت اسی عنوان کی سلسلہ وار کڑی ہے۔

چھٹا یہ کہ آیت نمبر 33/36 میں اعلان کیا گیا ہے کہ جو مومن مرد یا عورت اپنے ذاتی معاملات میں بھی رسول اکرم سلام علیہ کے فیصلے کو تسلیم نہ کرے وہ کھلم کھلا گمراہ ہے اور آیت مجیدہ 4/65 میں ایسے شخص کو خارج از یمان قرار دیا گیا ہے لیکن روایتی قصہ پہلے تو زید اور زینبؓ کو رسول اکرمؐ کا معاذ اللہ نافرمان بناتا ہے اور اس کے بعد اپنی ہی بنائی ہوئی نافرمان خاتون کو ازواج رسول میں شامل کرتا ہے۔

ساتواں یہ کہ آیت نمبر 33/37 میں پورا کلام رسول اکرمؐ کا ہے لیکن روایتی تراجم و تفاسیر، و تخفی فی نفسك سے رسول اکرمؐ کے تکلم کو اللہ تعالیٰ کا تکلم قرار دیتی ہیں جس کیلئے نہ سلسلہ کلام میں آثار و قرائن موجود ہیں اور نہ ترکیب نحوی ہی اس کی اجازت دیتی ہے۔

آٹھواں یہ کہ مذکورہ مقام و تخفی ...... سے اللہ تعالیٰ کو متکلم اور نبی اکرمؐ کو مخاطب بنانے سے رسول اکرمؐ پر بہتان آتا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی بجائے لوگوں سے ڈرتے تھے۔ یعنی تخشی الناس و الله احق ان تخشه کی دفعہ معاذ اللہ معاذ اللہ نبی اکرمؐ پر عائد ہوتی ہے جو نظریہ عصمت رسالت کے مطابق غلط ہے۔

نواں یہ کہ یہ دفعہ جو روایات نے 33/37 کے الفاظ میں نبی اکرمؐ پر لگائی ہے۔ آیت مجیدہ 33/39 کے خلاف پڑتی ہے کیونکہ 33/39 اللہ تعالیٰ نے ایک عام قانون بتادیا ہے کہ اللہ کے نبی رسولؐ اللہ تعالیٰ سے ضرور ضرور ڈرتے تھے لیکن غیر اللہ سے مطلقاً نہیں ڈرتے تھے۔

دسواں یہ کہ زیر نظر روایتی قصے کا بنیادی مقصد ہی رسول اکرم سلام علیہ کیلئے دھڑا دھڑ شادیاں کرتے چلے جانے کا تصور قائم کرنا ہے حالانکہ اسی سورہ احزاب کی آیت مجیدہ 33/54 میں رسول اکرمؐ کیلئے آپ کی ان بیویوں کے سوا جن سے آپ نے قبل از نبوت، عین آئین باری تعالیٰ کے مطابق نکاح فرمائے تھے۔ مزید کسی عورت کے ساتھ نکاح کرنا حرام قرار دیدیا ہے۔

گیارہواں یہ کہ روایتی قصے میں ایک ایسا تصور موجود ہے جو عام انسانی سطح سے بھی گرا ہوا ہے وہ یہ قرآن کریم نے

ازواج رسول کو مومنوں کی مائیں کہا ہے لیکن جس عورت کے ساتھ کسی مرد کی خلوت ہو چکی ہو اس کے متعلق ماں جیسے احترام کا نظریہ خلوت دیدہ مرد کیلئے ہرگز قائم نہیں ہو سکتا چنانچہ زیدؓ کیلئے اپنی خلوت دیدہ مطلقہ کے متعلق کسی بھی قیمت پر ماں کا تصور پیدا نہیں ہو سکتا۔ العیاذ باللہ

المختصر! ان ٹھوس قرآنی دلائل کی رو سے روایتی زیدؓ مطلقاً غلط اور بے بنیاد ہے اور اس کے برعکس قرآن کریم کی رو سے صحیح واقعہ یہ ہے کہ زمانہ جہالت میں کسی صحابیؓ نے جس کا نام نہیں بتایا گیا۔ زید کو متبنٰی بنایا ہوا تھا۔ اس کی شادی بھی کر دی تھی لیکن ناموافقت مزاج کی وجہ سے طلاق ہو گئی۔ اس کے بعد رسول اکرم سلام علیہ نے عورت کے ورثاء سمیت قانون باری تعالٰی کے مطابق اس مطلقہ کا نکاح اس شخص سے کر دیا جس نے زیدؓ کو ایمان لانے سے پہلے متبنٰی بنایا تھا اس پر لوگوں نے اسے طعنے دیئے کہ تو نے بہو سے شادی کر لی ہے۔ اس نے اس طعن و تشنیع سے بچنے کیلئے طلاق کا ارادہ کیا۔ نبی اکرمؐ نے اس کے آثار و اطوار سے بھانپ لیا اور اسے منع کیا کہ بیوی کو طلاق نہ دے کیونکہ یہ نکاح اس لئے کیا گیا ہے کہ زمانہ جہالت کے بنائے ہوئے متبنوں کی مطلقہ بیویوں سے متبنٰی بنانے والوں کیلئے نکاح کرانے کی کراہت دور ہو جائے کیونکہ زمانہ جہالت میں ایک تو متبنٰی بنانے کی غلط رسم چل رہی تھی اور دوسرا یہ کہ انہیں حقیقی بیٹا سمجھا جاتا تھا اور ان کی بیویوں کو حقیقی بہوئیں سمجھ کر ان سے نکاح حرام جانتے تھے۔

☆......اب اگر مذکورہ شخص متبنٰی کی بیوی سے نکاح کرنے کے بعد طلاق دیدیتا تو وہ پرانی جہالت کی قائم کردہ کراہت پھر قائم ہو جاتی ہے اور متبنٰی کی بیوی سے نکاح کرنا بدستور مکروہ سمجھا جاتا۔ رسول اکرمؐ نے مناسب موقع میسر آنے پر متبنٰی کی مطلقہ بیوی کا نکاح عملی طور پر متبنٰی بنانے والے سے کر کے، زمانہ جہالت کی اس غیر اسلامی رسم کی جڑیں اکھیڑ دیں اور اس کے بعد جب مخالفین نے نہ نکاح کرنے والے کو مورد طعن و تشنیع ٹھہرا اور اس کے ارادے میں معمولی سا تزلزل نمودار ہوا تو آپ نے اسے استقلال کا درس دیکر چٹان کی طرح کھڑا کر دیا اور بس!

یہ برادران عزیز! واقعہ زیدؓ کا قرآنی بیان جسے کتب روایات نے چیتان بنا کر رکھ دیا ہوا

سگریٹ، تمباکو، حقہ قرآن کریم (کتاب اللہ) اور کتاب کائنات کی روشنی میں حرام ہے (2/195، 7/31، 7/157، 17/26) اس موذی، مہلک اور خبیث فعل کو ترک کر کے بچت کو ادارہ ھذا بھیج دیں انشاء اللہ یہ رقم ضائع نہیں ہوگی